قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

سوموار 29 مارچ 2021ء | 15 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:76

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نیکی یا بدی کی تحریک کی جزا سزا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس بُرائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(مسلم کتاب العلم باب من سنّ حسنة او سیئة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

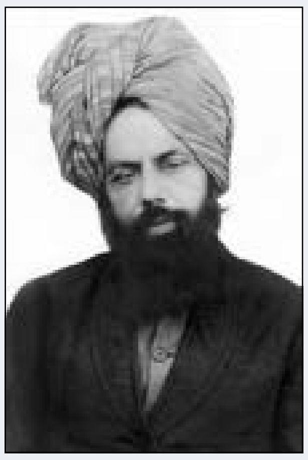

بلائیں اور مصیبتیں دور کرنے کے لیے خدا سے صلح کرو

ظاہر پرستی سے یہود گمراہ ہو گئے۔ ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور بڑی شان و شوکت سے تختِ داؤد پر جلوہ افروز ہو گا اور اس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اُترے گا، مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا تو یوحنّا کو بتایا اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیونکر مان لیتے۔ پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور مُلّاؤں کو پیش آئی۔ وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آ کر لڑائیاں کرے گا، مگر خدا تعالیٰ نے یہ امر ہی ملحوظ نہ رکھا تھا اور بخاری نے یَضَعُ الۡحَرۡب کہہ کر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ یہ امن اور سلامتی کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

فروری 1898ء: مَیں دیکھتا ہوں کہ باوجود مصائب پر مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عُجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کریں گے۔ تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے۔ اپنی بُری کرتوتوں سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ سے مصالحت نہیں کرتے، یہ بلائیں اور مصیبتیں دُور نہیں ہونے کی۔ مَیں نے دیکھا ہے اور خوب غور کیا ہے کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اسی طرح آباد تھے اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتویٰ مکہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا، تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں، مگر اس وقت شوخی اور بیباکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

مبارک ہیں وہ جو آخر بین ہیں

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دُور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اُس سے بچنے کی فکر کرے۔ انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر بُرے کاموں سے توبہ کرے، کیونکہ حقیقی خوشی اور سچّی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظ کے لیے بھی سچّی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار، بدمعاش کو تو ہردم اظہارِ راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھے گا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔

ع مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اسے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔ رونا اگر نہیں آتا تو رونی صورت بناوے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 239-240۔ ایڈیشن 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ

(البیّنۃ: 8)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے یہی ہیں جو بہترین مخلوق ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

پس اگر ہم نے اپنی اصلاح کرنی ہے تو ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی سے بچنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ ہماری خود ساختہ تعریفیں ہمیں نیکیوں پر قدم مارنے والا اور بدیوں سے روکنے والا نہیں بنائیں گی۔ اگر خود ہی تعریفیں کرنے لگ جائیں اور کچھ بدیاں چھوڑیں اور کچھ نہ چھوڑیں اور کچھ نیکیاں اختیار کریں اور کچھ نہ اختیار کریں تو بسا اوقات انسان اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتا ہے۔ چھوٹی نظر آنے والی نیکیاں عدمِ توجہ کی وجہ سے نیکیوں سے بھی محروم کر دیتی ہیں اور اکثر معمولی نظر آنے والی بدیاں روحانیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے طہارت اور پاکیزگی کے انعام سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ پھر بعض بدیوں کو چھوٹا سمجھنے کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بدی کا بیج قائم رہتا ہے جو مناسب موقع اور وقت کی تلاش میں رہتا ہے اور موقع پاتے ہی باہر آ جاتا ہے۔

پس بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی ایک بدی یا بدیوں کا خاتمہ تبھی ہو سکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔ ایک معاشرہ ہے، جماعت ہے پھر جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ اس کے لئے کوشش کرے۔ اگر ہر کوئی اپنی تعریف کے مطابق نیکی اور بدی کرے گا تو پھر ایک شخص ایک بات کو بدی سمجھ رہا ہو گا یا بڑی بدی سمجھ رہا ہو گا تو دوسرا اُس کو چھوٹی بدی سمجھ رہا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ تیسرا ان دونوں سے مختلف سوچ رکھتا ہو، تو پھر معاشرے سے بدیاں ختم نہیں ہوسکتیں۔ بدیاں تبھی ختم ہوں گی جب سب کی سوچ کا دھارا ایک طرف ہو۔ مثلاً مسلمانوں کی اکثریت جو ہے وہ تمام گناہوں سے بدتر بلکہ شرک سے بھی بڑا (گناہ) سؤر کا گوشت کھانے کو سمجھتی ہے۔ ہر بدمعاش، چور، زانی،

بقیہ صفحہ 10 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

دربارِ خلافت

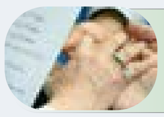

پس یہ لعنت ہے جو اُن لوگوں پر پڑے گی جو یہ راستہ اختیار کریں گے کہ رسول کی توہین کے مرتکب ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس اللہ تعالیٰ کا سزا دینے کا طریق اس طرح ہے۔ آج اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اُس عظیم بندے کی پیروی کرتے ہوئے جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور جو ان کو نمازیں پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ کون ہیں؟ پس یہ اُن لوگوں کے لئے بھی بڑا خوف کا مقام ہے جو کسی کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی خاطر جب زمین و آسمان پیدا کئے ہیں تو پھر اس سے استہزاء کرنے والوں اور کفر میں بڑھنے والوں کو اور تکلیف پہنچانے والوں پر لعنت ڈالتے ہوئے فرماتا ہے کہ مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَعَصَیۡنَا وَاسۡمَعۡ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَـیًّۢا بِاَلۡسِنَتِہِمۡ وَطَعۡنًا فِی الدِّیۡنِ ؕ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانۡظُرۡنَا لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَاَقۡوَمَ ۙ وَلٰکِنۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا (النساء: 47) یہ سورۃ نساء کی سینتالیسویں آیت ہے۔ فرمایا کہ یہود میں سے ایسے بھی ہیں جو کلمات کو انکی اصل جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ اور بات سُن اس حال میں کہ تجھے کچھ چیز سنائی نہ دے۔ اور وہ اپنی زبانوں کو بل دیتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے رَاعِنَا کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور سُن اور ہم پر نظر کر تو یہ ان کے لئے بہتر اور سب سے زیادہ مضبوط قول ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑا۔

پس یہ لعنت ہے جو اُن لوگوں پر پڑے گی جو یہ راستہ اختیار کریں گے کہ رسول کی توہین کے مرتکب ہوں۔ پھر یہودیوں کے یہ کہنے پر کہ ہم اتنا کچھ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کر رہے ہیں۔ یعنی کہ جو بھی تکلیفیں پہنچا سکتے ہیں اور جو باتیں بنا سکتے ہیں اور جو منصوبہ بندی کر سکتے ہیں، کر رہے ہیں۔ اگر یہ رسول سچا ہے تو خدا تعالیٰ ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نُہُوۡا عَنِ النَّجۡوٰی ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا نُہُوۡا عَنۡہُ وَیَتَنٰجَوۡنَ بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَمَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوۡکَ حَیَّوۡکَ بِمَا لَمۡ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ ۙ وَیَقُوۡلُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ لَوۡلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوۡلُ ؕ حَسۡبُہُمۡ جَہَنَّمُ ۚ یَصۡلَوۡنَہَا ۚ فَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ (المجادلہ: 9) کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہیں خفیہ مشوروں سے منع کیا گیا؟ مگر وہ پھر بھی وہی کچھ کرنے لگے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور وہ گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی کے متعلق باہم مشورے کرتے ہیں اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو اس طریق پر تجھ سے خیرسگالی کا اظہار کرتے ہیں جس طریق پر اللہ نے تجھ پر سلام نہیں بھیجا۔ اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس پر عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں۔ اُن سے نپٹنے کو جہنم کافی ہے۔ وہ اس میں داخل ہوں گے۔ پس کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

بعض حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ یہ یہودی بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں آتے تھے یا ویسے ملتے تھے تو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کی بجائے اَلسَّامُ عَلَیۡكَ کہہ کر نعوذ باللہ آپ کی موت کی خواہش کیا کرتے تھے، جیسا کہ پہلے بھی مَیں گزشتہ خطبوں میں حدیث بیان کر چکا ہوں۔ اس پر بعض اوقات صحابہ کہتے کہ ہم اسے قتل کر دیں تو آپؐ فرماتے: نہیں۔ (بخاری کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین ... باب اذا عرض الذمی وغیرہ ... حدیث نمبر 6926) اس لئے کہ ان کی بیہودہ گوئیوں کا معاملہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ جہنم میں ڈال کر جو سزا خدا تعالیٰ نے دینی ہے وہ اس دنیاوی سزا کی طرح نہیں ہو سکتی۔ پس جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں بیشک آپؐ خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ تا قیامت آپ کا سلسلہ نبوت جاری ہے۔ تمام انبیاء سے آپؐ افضل ہیں لیکن اس کے باوجود تمام رسولوں کی طرح آپ کو دشمنانِ دین کی مخالفتوں اور ہر قسم کے نقصان پہنچانے کی تدبیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہر موقع پر یہی کہا کہ اولوالعزم انبیاء کی طرح صبر اور دعا سے کام لے۔ یہی آپ کے ماننے والوں کو کہا گیا۔ اور خود بھی بیان فرمایا کہ ان دشمنانِ دین کے استہزاء، بیہودہ گوئیوں اور خباثتوں کا میں کس کس رنگ میں بدلہ لوں گا۔ بعض کا اس دنیا میں اور بعض کا مرنے کے بعد جہنم کی آگ میں ڈال کر۔ ہاں اگر دشمن جنگ کرے اور قوم کا امن وسکون برباد کرے تو پھر اس سے مقابلے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس مقابلہ کی اجازت نہ دی گئی تو مذاہب کے مخالفین ہر مذہب کے ماننے والے کا چین اور سکون برباد کر دیں گے۔

اس دنیا میں کس طرح خدا تعالیٰ آپ کی توہین کے بدلے لیتا رہا، اس کے بھی بہت سے واقعات ہیں۔ ایک بدلے کا اعلان قرآنِ کریم میں یہ کہہ کر فرمایا کہ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ (اللھب: 2) کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ شَل ہو گئے۔ جب آپ نے پہلے دعویٰ کیا اور اس وقت جب اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کے لئے اکٹھا کیا تو اس شخص نے جو آپ کا چچا تھا بڑے نازیبا الفاظ آپ کے بارہ میں استعمال کئے تھے۔ (بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ تبت یدا ابی لہب... حدیث نمبر 4971) تو قادر و توانا خدا جو بڑے سچے وعدوں والا ہے اُس نے اس کو کس طرح پکڑا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک سفر کے دوران اس پر بھیڑیوں نے حملہ کر دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو تا قیامت خدا کے پیارے اور افضل ہیں۔ آپ سے کئے گئے خدا تعالیٰ کے وعدے بھی ہمیشہ پورے ہوتے رہیں گے۔ ہر زمانے میں دشمنانِ اسلام اپنے انجام کو پہنچتے رہے ہیں اور پہنچتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کے نظارے اور خدا تعالیٰ کا آپؐ سے پیار کا سلوک دکھاتا چلا جائے۔ اور ہم حقیقی رنگ میں قرآنی تعلیم کو بھی اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور ایسے مومن بننے کی کوشش کریں جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے توقع کی ہے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء)

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سُناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اُس وقت اُس کو مُنہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے اُستوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خُدا

آج کی دعا

نُصِرۡتَ بِالرُّعۡبِ۔ (تذکرہ صفحہ: 53)

ترجمہ: تجھے رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے۔

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کا خدا تعالیٰ سے رعب کے ذریعہ سے مدد دیے جانے کا الہام ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس الہام کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک تو یہ کہ کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم احمدی ہیں اور ہمیں پتہ ہے ایک احمدی مسلمان جو ہے اس کو کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کو یہ فرمایا تھا

نُصِرۡتَ بِالرُّعۡبِ
تجھے مدد دی گئی ہے رعب کے ساتھ۔

اس لئے ہمارا رعب دنیا پہ قائم ہے۔ ہمیں کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے۔

(بنگلہ دیش جامعہ آن لائن کلاس 14فروری 2021)

مرسلہ: مریم رحمٰن

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/ مارچ 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

ہمیں یہ دن (23/ مارچ) ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اس وقت مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض حوالے پیش کروں گا جن میں آپؑ کے آنے کی ضرورت، مقصد اور گذشتہ پیشگوئیوں کا ذکر ہے، جن سے آپؑ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

”میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے“ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26/ مارچ 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۂ جمعہ کی آیات تین اور چار کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیاتِ مبارکہ کا درج ذیل ترجمہ پیش فرمایا:

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو تین دن پہلے 23/ مارچ کا دن گزرا ہے جس روز جماعت کی بنیاد پڑی تھی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد قرآنی پیش گوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ ہم جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے بھی اس اہم کام کی انجام دہی کے لیے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس میں حصّہ دار بننا ہے۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑنے اور بندوں کو دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہو گی۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض حوالے پیش کروں گا جن میں آپؑ کے آنے کی ضرورت، مقصد اور گذشتہ پیشگوئیوں کا ذکر ہے، جن سے آپؑ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ جماعت میں، صحابہ جیسی پاک تبدیلیاں پیدا ہونے اور ان تکلیفوں سے گزرنے کا ذکر ہے جن سے صحابہ گزرے۔ ہمیں ہر وقت ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہیے تا کہ مِن حیث الجماعت ہم ترقی کرنے والے ہوں۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان کی وضاحت میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک اور علم الکتاب اور حکمت سے مملو کیا۔ پھر فرمایا: ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دُور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ صحابہ کا سا یقین ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر خدا تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور آپؑ کی صداقت پر ہونا چاہیے۔ آج کل مَیں صحابہ کے حالات خطبات میں بیان کر رہا ہوں، مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی اٹھ گیا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ آخری زمانہ جس کی نسبت لکھا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ صلیبی حملہ جسے دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ کہتے ہیں جس کی نسبت آثار میں ہے کہ بہت سے نادان خدائے واحد کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تب مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدیدِ ایمان ہو گا اور اسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ۔

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے دو ہی گروہ ہیں، اول صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا گروہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے۔ فرمایا: آج کل تیرہ سَو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کُھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے کسوف وخسوف رمضان میں مشاہدہ کیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ، طاعون کا پھیلنا، حج سے روکے جانا، ملک میں ریل کا تیار ہونا، اونٹوں کا بے کار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اسی طرح دیکھے گئے۔ ہماری جماعت کو صحابہ سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔

بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے سچی خوابوں اور الہامِ الٰہی سے مشرف ہوتے اور اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو خدا تعالیٰ کی مرضات کے لیے صحابہ کی طرح خرچ کرتے ہیں۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخرین منھم کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔

اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے اور مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے۔ اس آخری زمانے کے بارے میں قرآن شریف میں کئی نشان لکھے ہیں مثلاً نہروں کا نکلنا، زمینی عُلوم اور معدنیات کا ظاہر ہونا، اونٹوں کا بے کار ہونا، کتابوں کی بکثرت اشاعت، ملاقاتوں کے سہل طریق کی دریافت، چاند اور سورج گرہن، طاعون کا پھیلاؤ وغیرہ۔ عقل مند کے لیے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لیے ظاہر ہو چکی ہیں۔

آپؑ اپنے دعوے کے متعلق فرماتے ہیں کہ مَیں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور دس ہزار کے قریب لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے میری تصدیق کی۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلے کو بند کرے اور قلم، دعا، توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔ افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اور جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں۔ دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں۔ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیوض اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے تنزل اور کم زوری کے دَور میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں۔

مخالفین کی دریدہ دہنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا۔ مَیں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصّہ نہیں پایا جو ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں۔

مَیں نے پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنے والا ہے۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر اور ان نشانات کو جو اس نے میری تائید میں ظاہر کیے دیکھ کر بھی مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر مَیں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ جس کی خدا تعالیٰ تائید و نصرت کرتا جاوے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور ہر بلا میں مجھے نصرت دیتا ہے اور اس نے لاکھوں انسانوں کے دل میں میری محبت ڈال دی ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی۔ مَیں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔

اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی شرفِ مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ وہ کام جس کے لیے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ خدا کرے کہ دنیا میں بسنے والے لوگ خاص طور پر مسلمان اس حقیقت اور آپؑ کے دعوے کو سمجھنے والے ہوں اور جلد وہ مسیح و مہدی کی بیعت میں آ جائیں۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے اسی طرح الجزائر میں بھی حکومت کے بعض اہلکاروں کی نیت نیک نہیں لگ رہی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ احمدیوں کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05/ مارچ 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: کوئی امّت بغیر سردار کے ترقی نہیں کرسکتی اور اگر کوئی امام نہ ہو تو جماعت کا تمام کام خراب و برباد ہوجائے گا

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند قادیان، مکرم نذیر احمد خادم صاحب ابن چودھری احمد دین صاحب چٹھہ، الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بواٹنگ صاحب آف گھانا اور مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو فتنہ اٹھا تھا اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیان فرمایا ہے اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں اور زیادہ تر حوالے آپؓ نے طبری سے لے کر پھر ان کا تجزیہ کیا ہے یا اس کے مطابق آگے اپنا جو نقطۂ نظر ہے اور جو تجزیہ ہے وہ پیش کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ یہ تین لوگ یعنی محمد بن ابوبکر، محمد بن حذیفہ اور عمار بن یاسر جو تھے یہ باغیوں کے ساتھ مل گئے تھے، ان کی باتوں میں آ گئے تھے۔ فرمایا کہ اس کے سوا باقی شخص اہلِ مدینہ میں سے صحابی ہو یا غیر صحابی ان مفسدوں کا ہمدرد نہ تھا اور ہر ایک شخص ان پر لعنت ملامت کرتا تھا مگر ان کے ہاتھ میں اس وقت انتظام نہ تھا۔ یہ کسی کی ملامت کی پروا نہ کرتے تھے۔ بیس دن تک یہ لوگ یعنی مخالفین جو تھے یہ صرف زبانی طور پر کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح حضرت عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں مگر حضرت عثمانؓ نے اس امر سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ جو قمیص مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے میں اسے اتار نہیں سکتا اور نہ امّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے پناہ چھوڑ سکتا ہوں کہ جس کا جو جی چاہے دوسرے پر ظلم کرے۔ ان لوگوں کو، باغیوں کو بھی یہ سمجھاتے رہے کہ اس فساد سے باز آ جائیں اور فرماتے رہے کہ آج یہ لوگ فساد کرتے ہیں اور میری زندگی سے بیزار ہیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ لوگ جو آج فساد کر رہے ہیں اور میری زندگی سے بیزار ہیں مگر جب میں نہ رہوں گا تو خواہش کریں گے کہ کاش عثمان کی عمر کا ایک ایک دن ایک ایک سال سے بدل جاتا اور وہ ہم سے جلد رخصت نہ ہوتا کیونکہ میرے بعد سخت خونریزی ہو گی اور حقوق کا اتلاف ہو گا اور انتظام کچھ کا کچھ بدل جائے گا۔ چنانچہ بنوامیہ کے زمانے میں خلافت حکومت سے بدل گئی اور ان مفسدوں کو ایسی سزائیں ملیں کہ سب شرارتیں ان کو بھول گئیں۔

بہرحال بیس دن گزرنے کے بعد یہ مخالفین جو تھے، باغی جو تھے ان لوگوں کو خیال ہوا کہ جلد ہی کوئی فیصلہ کرنا چاہیے تا ایسا نہ ہو کہ صوبہ جات سے فوجیں آ جائیں اور ہمیں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے۔ پتہ تھا کہ ہم غلط ہیں اور اکثریت جو مسلمانوں کی ہے وہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عثمانؓ کا گھر سے نکلنا بند کر دیا اور کھانے پینے کی چیزوں کا اندر جانا بھی روک دیا اور سمجھے کہ شاید اس طرح مجبور ہو کر حضرت عثمانؓ ہمارے مطالبات کو قبول کر لیں گے لیکن آپؓ نے تو فرمایا تھا کہ جو قمیص مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے وہ میں کس طرح اتار سکتا ہوں۔ بہرحال مدینہ کا انتظام انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور انہوں نے مل کر مصر کی فوجوں کے سردار غَافِقِی کو اپنا سردار تسلیم کر لیا تھا۔ اس طرح مدینہ کا حاکم گویا اس وقت غَافِقِی تھا اور کوفہ کی فوج کا سردار اَشْتَر تھا اور بصرہ کی فوج کا سردار حکیم بن جَبَلَہ تھا، وہی ڈاکو جسے اہل ذمہ کے مال لوٹنے پر حضرت عثمانؓ نے بصرہ میں نظر بند کر دینے کا حکم دیا تھا۔ وہ ڈاکو سردار بن گیا تھا۔ دونوں غَافِقِی کے ماتحت کام کرتے تھے۔ حکیم بن جَبَلَہ بھی اور اشتر بھی غافقی کے ماتحت کام کرنے لگے اور آپؓ فرماتے ہیں کہ اس سے ایک دفعہ پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس فتنے کی جڑ مصری تھے جہاں عبداللہ بن سبا کام کر رہا تھا۔

مسجد نبویؐ میں غافِقِی نماز پڑھاتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اپنے گھروں میں مقیّد رہتے یا اس کے پیچھے نماز ادا کرنے پر مجبور تھے۔ جب تک ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا تب تک تو لوگوں سے زیادہ تعارض نہیں کرتے تھے مگر محاصرہ کرنے کے ساتھ ہی ان باغیوں نے دوسرے لوگوں پر بھی سختیاں شروع کر دیں۔ اب مدینہ دارالامن کی بجائے دارالحرب ہو گیا تھا۔ اہل مدینہ کی عزت اور ننگ و ناموس خطرے میں تھی اور کوئی شخص اسلحہ کے بغیر گھر سے نہیں نکلتا تھا اور جو شخص ان کا مقابلہ کرتا اسے یہ لوگ قتل کر دیتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور پانی تک اندر جانے سے روک دیا تو حضرت عثمانؓ نے اپنے ایک ہمسائے کے لڑکے کو حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور امہات المومنین کی طرف بھیجا کہ ان لوگوں نے ہمارا پانی بھی بند کر دیا ہے۔ آپ لوگوں سے اگر کچھ ہو سکے تو کوشش کریں اور ہمیں پانی پہنچائیں۔ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ آئے اور آپؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ تم لوگوں نے کیا رویہ اختیار کیا ہے۔ تمہارا عمل تو نہ مومنوں سے ملتا ہے نہ کافروں سے۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں کھانے پینے کی چیزیں مت روکو۔ حضرت علیؓ نے ان کو فرمایا کہ روم اور فارس کے لوگ بھی قید کرتے ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں اور اسلامی طریق کے موافق تو تمہارا یہ فعل کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ حضرت عثمانؓ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم ان کو قید کر دینے اور قتل کر دینے کو جائز سمجھنے لگے ہو۔ حضرت علیؓ کی اس نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم اس شخص تک دانہ پانی نہ پہنچنے دیں گے۔ یہ وہ جواب تھا جو انہوں نے اس شخص کو دیا جسے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی اور آپؐ کا حقیقی جانشین قرار دیتے تھے۔ حضرت علیؓ کے بارے میں ہی کہتے تھے ناں کہ یہ حقیقی جانشین ہے، اور اُن کو یہ جواب مل رہا ہے۔ اور کیا اس جواب کے بعد کسی اَور شہادت کی بھی اس امر کے ثابت کرنے کے لیے ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ یہ حضرت علیؓ کو وصی قرار دینے والا گروہ حق کی حمایت اور اہل بیت کی محبت کی خاطر اپنے گھروں سے نہیں نکلا تھا بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے کے لیے آئے تھے۔

امہات المومنین میں سے سب سے پہلے حضرت اُمّ حبیبہؓ آپ کی مدد کے لیے آئیں۔ ایک خچر پر آپؓ سوار تھیں۔ آپؓ اپنے ساتھ ایک مشکیزہ پانی کا بھی لائیں لیکن اصل غرض آپؓ کی یہ تھی کہ بنوامیہ کے یتامیٰ اور بیواؤں کی وصیتیں حضرت عثمانؓ کے پاس تھیں اور آپؓ نے جب دیکھا کہ

حضرت عثمانؓ کا پانی باغیوں نے بند کر دیا ہے تو آپؓ کو خوف ہوا کہ وہ وصایا بھی کہیں تلف نہ ہو جائیں اور آپؓ نے چاہا کہ کسی طرح وہ وصایا محفوظ کر لی جائیں ورنہ پانی آپؓ کسی اَور ذریعہ سے بھی پہنچا سکتی تھیں۔ جب آپؓ حضرت عثمانؓ کے دروازے تک پہنچیں تو باغیوں نے آپؓ کو روکنا چاہا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ اُمّ المومنین اُمّ حبیبہؓ ہیں مگر اس پر بھی وہ لوگ باز نہ آئے اور آپؓ کی خچر کو مارنا شروع کیا۔ اُمّ المومنین اُمّ حبیبہؓ نے ان لوگوں کو، باغیوں کو فرمایا کہ میں ڈرتی ہوں کہ بنوامیہ کے یتامیٰ اور بیوگان کی وصایا ضائع نہ ہو جائیں اس لیے اندر جانا چاہتی ہوں تا کہ ان کی حفاظت کا سامان کر دوں۔ مگر ان بدبختوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کو جواب دیا کہ تم جھوٹ بولتی ہو اور آپؓ کی خچر پر حملہ کر کے اس کے پالان کے رسّے کاٹ دیے اور زین الٹ گئی اور قریب تھا کہ حضرت ام حبیبہؓ گر کر ان مفسدوں کے پیروں کے نیچے روندی جا کر شہید ہو جاتیں کہ بعض اہل مدینہ نے جو قریب تھے جھپٹ کر آپؓ کو سنبھالا اور گھر پہنچایا۔

یہ وہ سلوک تھا جو ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے کیا۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اخلاص اور عشق رکھتی تھیں کہ جب پندرہ سولہ سال کی جدائی کے بعد، والدین سے جو ان کی جدائی تھی اس کے بعد جب آپؓ کا باپ جو عرب کا سردار تھا اور مکہ میں ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتا تھا ایک خاص سیاسی مشن پر مدینہ آیا اور آپؓ (اُمّ حبیبہؓ) کو ملنے کے لیے بھی گیا تو آپ نے اس کے نیچے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کھینچ لیا۔ جب وہ بیٹھنے لگا تو نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا ہوا تھا۔ جب آپؓ کا باپ بیٹھنے لگا تو آپؓ نے بستر کھینچ لیا اس لیے کہ خدا کے رسول کے پاک کپڑے سے ایک مشرک کے نجس جسم کو چھوتے ہوئے دیکھنا آپؓ کی طاقت برداشت سے باہر تھا، باپ کو بھی نہیں بیٹھنے دیا۔ تعجب ہے کہ حضرت اُمّ حبیبہؓ نے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت میں آپؐ کے کپڑے تک کی حرمت کا خیال رکھا مگر ان مفسدوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت میں آپؐ کی حرمِ محترم کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ نادانوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جھوٹی ہیں حالانکہ جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا وہ درست تھا۔

حضرت عثمانؓ بنوامیہ کے یتامیٰ کے ولی تھے اور ان لوگوں کی بڑھتی ہوئی عداوت کو دیکھ کر آپؓ کا خوف درست تھا۔ ام حبیبہؓ کا خوف درست تھا کہ یتامیٰ اور بیواؤں کے اموال ضائع نہ ہو جائیں۔ جھوٹے وہ تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے ان کے دین کی تباہی کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا، نہ ام المومنین اُمّ حبیبہؓ۔ آپؓ جھوٹی نہیں تھیں۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا تھا جب اس کی خبر مدینہ میں پھیلی تو صحابہ اور اہلِ مدینہ حیران رہ گئے اور سمجھ لیا کہ اب ان لوگوں سے کسی قسم کی خیر کی امید رکھنی فضول ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اسی وقت حج کا ارادہ کر لیا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپؓ مدینہ سے جانے والی ہیں تو بعض نے آپؓ سے درخواست کی کہ اگر آپؓ یہیں ٹھہریں تو شاید فتنہ کے روکنے میں کوئی مدد ملے اور باغیوں پر کچھ اثر ہو مگر انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھ سے بھی وہی سلوک ہو جو اُمّ حبیبہؓ سے ہوا ہے۔ خدا کی قسم! مَیں اپنی عزت کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تھی۔ اگر کسی قسم کا معاملہ مجھ سے کیا گیا تو میری حفاظت کا کیا سامان ہوگا؟ خدا ہی جانتا ہے کہ یہ لوگ اپنی شرارتوں میں کہاں تک ترقی کریں گے اور ان کا کیا انجام ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے چلتے چلتے ایک ایسی تدبیر کی، جب حج پر جانے لگیں تو ایک ایسی تدبیر کی جو اگر کارگر ہو جاتی تو شاید فساد میں کچھ کمی ہو جاتی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کو کہلا بھیجا جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا چھوٹے ہونے کی وجہ سے، کمزور ایمان کی وجہ سے ان باغیوں کے ساتھ تھے کہ تم بھی میرے ساتھ حج کو چلو مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا کروں بے بس ہوں۔ اگر میری طاقت ہوتی تو ان لوگوں کو اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہ ہونے دیتی۔ حضرت عائشہؓ تو حج پر تشریف لے گئیں اور بعض صحابہ بھی جن سے ممکن ہو سکا اور مدینہ سے نکل سکے مدینہ سے تشریف لے گئے اور باقی لوگ سوائے چند اکابر صحابہ کے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور آخر حضرت عثمانؓ کو بھی یہ محسوس ہو گیا کہ یہ لوگ نرمی سے مان نہیں سکتے اور آپؓ نے ایک خط تمام والیانِ صوبہ جات کے نام روانہ کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد بلا کسی خواہش یا درخواست کے مجھے ان لوگوں میں شامل کیا گیا تھا جنہیں خلافت کے متعلق مشورہ کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے جو خط لکھا اس میں یہ فرمایا۔ پھر فرمایا پھر بلا میری خواہش یا سوال کے مجھے خلافت کے لیے چنا گیا اور میں برابر وہ کام کرتا رہا جو مجھ سے پہلے خلفاء کرتے رہے اور میں نے اپنے پاس سے کوئی بدعت نہیں نکالی لیکن چند لوگوں کے دلوں میں بدی کا بیج بویا گیا اور شرارت جاگزیں ہوئی اور انہوں نے میرے خلاف منصوبے کرنے شروع کر دیے اور لوگوں کے سامنے کچھ ظاہر کیا اور دل میں کچھ اَور رکھا اور مجھ پر وہ الزام لگانے شروع کیے جو مجھ سے پہلے خلفاء پر بھی لگتے تھے لیکن میں معلوم ہوتے ہوئے خاموش رہا اور یہ لوگ میرے رحم سے ناجائز فائدہ اٹھا کر شرارت میں اَور بھی بڑھ گئے اور آخر کفار کی طرح مدینہ پر حملہ کر دیا۔ پس آپ لوگ اگر کچھ کر سکیں تو مدد کا انتظام کریں۔

اسی طرح ایک خط، جس کا خلاصہ مطلب اس طرح ہے، جو حج پر آنے والوں کے نام لکھ کر کچھ دن کے بعد مکّہ میں روانہ کیا۔ آپؓ نے حاجیوں کے لیے لکھا کہ میں آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اس کے انعامات یاد دلاتا ہوں۔ اس وقت کچھ لوگ فتنہ پردازی کر رہے ہیں اور اسلام میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش میں مشغول ہیں مگر ان لوگوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (النور:56) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا اور اتفاق کی قدر نہیں کرتے۔ فرمایا کہ اور اتفاق کی قدر نہیں کرتے حالانکہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا (آل عمران:104) کہ تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر آپ نے فرمایا اور مجھ پر الزام لگانے والوں کی باتوں کو قبول کیا اور قرآن کریم کے اس حکم کی پرواہ نہ کی کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا (الحجرات:7) یعنی اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق اہم خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ اور میری بیعت کا ادب نہیں کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ (الفتح:11) یعنی وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ فرمایا اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں یعنی یہی حکم جو ہے یہی بات جو ہے مجھ پر بھی لاگو ہوتی ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ کوئی امّت بغیر سردار کے ترقی نہیں کر سکتی اور اگر کوئی امام نہ ہو تو جماعت کا تمام کام خراب و برباد ہو جائے گا۔ پھر آپؓ نے آگے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ امّت اسلامیہ کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں اور اس کے سوا ان کی کوئی غرض نہیں کیونکہ میں نے ان کی بات کو قبول کر لیا تھا اور والیوں کے بدلنے کا وعدہ کر لیا تھا مگر انہوں نے اس پر بھی شرارت نہ چھوڑی۔ اب یہ تین باتوں میں سے ایک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ تین مطالبے انہوں نے، باغیوں نے سامنے رکھے تھے۔ اوّل یہ کہ جن لوگوں کو میرے عہد میں سزا ملی ہے ان سب کا قصاص مجھ سے لیا جائے۔ اگر یہ مجھے منظور نہ ہو تو پھر خلافت کو چھوڑ دوں۔ اگر میں لوگوں کا قصاص نہیں دیتا جن کو سزا دی ہے تو پھر میں خلافت کو چھوڑ دوں اور یہ لوگ میری جگہ کسی اَور کو مقرر کر دیں۔ یہ بھی نہ مانوں تو پھر یہ لوگ دھمکی دیتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے تمام ہم خیال لوگوں کو پیغام بھیجیں گے کہ میری اطاعت سے باہر ہو جائیں۔ اگر یہ نہ مانوں تو پھر یہ دھمکی دیتے ہیں کہ

میری اطاعت سے باہر نکل جاؤ۔

پہلی بات کا تو یہ جواب ہے کہ مجھ سے پہلے خلفاء بھی کبھی فیصلوں میں غلطی کرتے تھے مگر ان کو کبھی سزا نہ دی گئی۔ جو غلط فیصلے بھی ہوئے ان کے قصاص پہلے خلفاء نے نہیں دیے۔ نہ ان کو کسی قسم کی کوئی سزا ملی اور اسی طرح میں نے کیا ہے اور اس قدر سزائیں مجھ پر جاری کرنے کا مطلب سوائے مجھے مارنے کے اَور کیا ہو سکتا ہے! یہ باتیں تم جو کر رہے ہو کہ قصاص دو یا سزا لو تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم مجھے مارنا چاہتے ہو۔ پھر فرمایا خلافت سے معزول ہونے کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ موچنوں سے نوچ نوچ کے میری بوٹیاں کر دیں تو یہ مجھے منظور ہے مگر خلافت سے میں جدا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قمیص پہنائی ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ چھوڑ دوں۔ باقی رہی تیسری بات کہ پھر یہ لوگ اپنے آدمی چاروں طرف بھیجیں گے کہ کوئی میری بات نہ مانے۔ سو میں خدا کی طرف سے ذمہ دار نہیں ہوں۔ اگر یہ لوگ ایک امر خلافِ شریعت کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ پہلے بھی جب انہوں نے میری بیعت کی تھی تو ان پر میں نے جبر نہیں کیا تھا۔ ان کو مجبور نہیں کیا تھا کہ ضرور میری بیعت کرو۔ جو شخص عہد توڑنا چاہتا ہے میں اس کے اس فعل پر راضی نہیں نہ خدا تعالیٰ راضی ہے۔ اب عہد کو توڑنا چاہتے ہو تو توڑو۔ میں نے نہ پہلے جبر کیا تھا نہ اب جبر کروں گا۔ ہاں میں راضی بہر حال نہیں۔ یہ بہر حال غلط کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی نہیں ہے۔ ہاں وہ اپنی طرف سے جو چاہے کرے۔ کیونکہ حج کے دن قریب آ رہے تھے اور چاروں طرف سے لوگ مکہ مکرمہ میں جمع ہو رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس خیال سے کہ کہیں وہاں بھی یہ باغی کوئی فساد کھڑا نہ کریں اور اس خیال سے بھی کہ حج کے لیے جمع ہونے والے مسلمانوں میں اہل مدینہ کی مدد کی تحریک کریں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو حج کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی عرض کی کہ ان لوگوں سے جہاد کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپؓ مجھے حج کے لیے امیر بنا کے بھیج رہے ہیں لیکن میری خواہش یہ ہے کہ میں ان لوگوں سے جہاد کروں مگر حضرت عثمانؓ نے ان کو مجبور کیا کہ وہ حج کے لیے جاویں اور حج کے ایام میں امیر حج کا کام کریں تا کہ مفسد وہاں اپنی شرارت نہ پھیلا سکیں اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں بھی مدینہ کے لوگوں کی مدد کی تحریک کی جاوے اور مذکورہ بالا خط آپ ہی کے ہاتھ روانہ کیا۔

جب ان خطوں کا ان مفسدوں کو علم ہوا تو انہوں نے اَور بھی سختی کرنا شروع کر دی اور اس بات کا موقع تلاش کرنے لگے کہ کسی طرح لڑائی کا کوئی بہانہ مل جائے تو حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیں مگر ان کی تمام کوششیں فضول جاتی تھیں اور حضرت عثمانؓ ان کو کوئی موقع شرارت کا ملنے نہ دیتے تھے۔ آخر تنگ آ کر یہ تدبیر سوجھی کہ جب رات پڑتی اور لوگ سو جاتے تو یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پتھر پھینکتے اور اس طرح اہلِ خانہ کو اشتعال دلاتے تا کہ جوش میں آ کر وہ بھی پتھر پھینکیں تو لوگوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو انہوں نے ہم پہ حملہ کیا ہے اس لیے ہم بھی جواب دینے پر مجبور ہیں مگر حضرت عثمانؓ نے اپنے تمام اہلِ خانہ کو جواب دینے سے روک دیا۔ کچھ جواب نہیں دینا۔ ایک دن موقع پا کر دیوار کے پاس حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو! مَیں تو تمہارے نزدیک تمہارا گنہگار ہوں، تم سمجھتے ہو ناں مجھے گنہگار تو گنہگار ہوں مگر دوسرے لوگوں نے کیا قصور کیا ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ میں گناہ گار ہوں تو پھر مجھ سے جو زیادتی کرنی ہے کرو۔ دوسرے لوگوں نے کیا قصور کیا ہے کہ تم پتھر پھینکتے ہو۔ اس سے دوسروں کو بھی چوٹ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ ہم نے پتھر نہیں پھینکے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تم نہیں پھینکتے تو اَور کون پھینکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ پھینکتا ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ اگر خدا تعالیٰ ہم پر پتھر پھینکتا تو اس کا کوئی پتھر خطا نہ جاتا۔ یہ نہ ہوتا کہ اس کا نشانہ اچک جاتا لیکن تمہارے پھینکے ہوئے پتھر تو اِدھر اُدھر جا پڑتے ہیں۔ یہ فرما کر آپ ان کے سامنے سے ہٹ گئے۔

گو صحابہ کو اب حضرت عثمانؓ کے پاس جمع ہونے کا موقع نہ دیا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ اپنے فرض سے غافل نہ تھے۔ مصلحت وقت کے ماتحت انہوں نے دو حصوں میں اپنا کام تقسیم کیا ہوا تھا۔ جو سِن رسیدہ تھے، بوڑھے تھے اور جن کا اخلاقی اثر عوام پر زیادہ تھا وہ تو اپنے اوقات کو لوگوں کو سمجھانے پر صرف کرتے اور جو لوگ ایسا کوئی اثر نہ رکھتے تھے یا نوجوان تھے وہ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی کوشش میں لگے رہتے۔ اوّل الذکر جماعت میں سے حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ فاتح فارس فتنہ کے کم کرنے میں سب سے زیادہ کوشاں تھے۔ خصوصاً حضرت علیؓ تو اس فتنہ کے ایام میں اپنے تمام کام چھوڑ کر اس کام میں لگ گئے تھے۔ چنانچہ ان واقعات کی رؤیت کے گواہوں میں سے ایک شخص عبدالرحمٰن نامی بیان کرتا ہے کہ ان ایام فتنہ میں مَیں نے دیکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے تمام کام چھوڑ دیے تھے اور حضرت عثمانؓ کے دشمنوں کا غضب ٹھنڈا کرنے اور آپؓ کی تکالیف دور کرنے کی فکر میں ہی رات دن لگے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ تک پانی پہنچنے میں کچھ دیر ہوئی تو حضرت طلحہؓ پر جن کے سپرد یہ کام تھا حضرت علیؓ سخت ناراض ہوئے اور اس وقت تک آرام نہ کیا جب تک پانی حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچ نہ گیا۔ دوسرا گروہ ایک ایک دو دو کر کے جس جس وقت موقع ملتا تھا تلاش کر کے حضرت عثمانؓ یا آپؓ کے ہمسائے کے گھروں میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور اس نے اس امر کا پختہ ارادہ کر لیا کہ ہم اپنی جانیں دے دیں گے مگر حضرت عثمانؓ کی جان پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ اس گروہ میں حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی اولاد کے سوائے خود صحابہؓ میں سے بھی ایک جماعت شامل تھی۔ یہ لوگ رات اور دن حضرت عثمانؓ کے مکان کی حفاظت کرتے تھے اور آپؓ تک کسی دشمن کو پہنچنے نہ دیتے تھے۔ اور گو یہ قلیل تعداد اس قدر کثیر تعداد کا مقابلہ تو نہ کر سکتی تھی مگر چونکہ باغی چاہتے تھے کہ کوئی بہانہ رکھ کر حضرت عثمانؓ کو قتل کریں وہ بھی اس قدر زور نہ دیتے تھے۔ اس وقت کے حالات سے حضرت عثمانؓ کی اسلامی خیر خواہی پر جو روشنی پڑتی ہے اس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تین ہزار کے قریب باغیوں کا لشکر آپؓ کے دروازے کے سامنے پڑا ہے اور کوئی تدبیر اس سے بچنے کی نہیں مگر جو لوگ آپؓ کو بچانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی آپؓ روکتے ہیں کہ جاؤ اپنی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالو۔ ان لوگوں کو صرف مجھ سے عداوت ہے تم سے کوئی تعارض نہیں۔ آپؓ کی آنکھ اس وقت کو دیکھ رہی تھی جبکہ اسلام ان مفسدوں کے ہاتھوں سے ایک بہت بڑے خطرے میں ہوگا اور صرف ظاہری اتحاد ہی نہیں بلکہ روحانی انتظام بھی پراگندہ ہونے کے قریب ہو جاوے گا اور آپؓ جانتے تھے کہ اس وقت اسلام کی حفاظت اور اس کے قیام کے لیے ایک ایک صحابی کی ضرورت ہوگی۔ پس آپؓ نہیں چاہتے تھے کہ آپؓ کی جان بچانے کی بے فائدہ کوشش میں صحابہ کی جانیں جاویں اور سب کو یہی نصیحت کرتے تھے کہ ان لوگوں سے تعارض نہ کرو اور چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے آئندہ فتنوں کو دور کرنے کے لیے وہ جماعت محفوظ رہے جس نے رسول کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے مگر باوجود آپؓ کے سمجھانے کے جن صحابہ کو آپؓ کے گھر تک پہنچنے کا موقع مل جاتا وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتے اور آئندہ کے خطرات پر موجودہ خطرے کو مقدم رکھتے اور اگر ان کی جانیں اس عرصہ میں محفوظ تھیں تو صرف اس لیے کہ ان لوگوں کو جلدی کی کوئی ضرورت نہ معلوم ہوتی تھی۔ یعنی ان لوگوں کو جو باغی تھے جلدی کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی اور بہانہ کی تلاش تھی۔ بہانہ یہ تھا کہ اس دن حضرت عثمانؓ پہ حملہ کریں۔

لیکن وہ وقت بھی آخر آ گیا جبکہ زیادہ انتظار کرنا ناممکن ہو گیا کیونکہ حضرت عثمانؓ کا دل کو ہلا دینے والا وہ پیغام جو آپؓ نے حج پر جمع ہونے والے مسلمانوں کو بھیجا تھا حجاج کے مجمع میں سنا دیا گیا اور وادی مکہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کی آواز سے گونج رہی تھی۔ اور حج پر جمع ہونے والے مسلمانوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ حج کے بعد جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہ رہیں گے اور مصری مفسدوں اور ان کے ساتھیوں کا قلع قمع کر کے چھوڑیں گے۔ مفسدوں کے

جاسوسوں نے انہیں اس ارادے کی اطلاع دے دی اور اب ان مفسدوں کے کیمپ میں سخت گھبراہٹ کے آثار تھے۔حتّٰی کہ ان میں چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں کہ اب اس شخص کے قتل کے سوا کوئی چارہ نہیں اور اگر اسے ہم نے قتل نہ کیا تو مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہمارے قتل میں اب کوئی شبہ نہیں۔ اس گھبراہٹ کو اس خبر نے اَور بھی دوبالا کر دیا کہ شام اور کوفہ اور بصرہ میں بھی حضرت عثمانؓ کے خطوط پہنچ گئے ہیں اور وہاں کے لوگ جو پہلے سے ہی حضرت عثمانؓ کے احکام کے منتظر تھے ان خطوط کے پہنچنے پر اَور بھی جوش سے بھر گئے ہیں اور صحابہؓ نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے مسجدوں اور مجلسوں میں تمام مسلمانوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلا کر ان مفسدوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جس نے آج جہاد نہ کیا اس نے گویا کچھ بھی نہ کیا۔ کوفہ میں عُقبہ بن عمرو، عبداللہ بن ابی اَوْفٰی اور حَنْظَلَہ بن رَبِیعُ التَّمِیْمِی اور دیگر صحابہ کرامؓ نے لوگوں کو اہل مدینہ کی مدد کے لیے ابھارا ہے تو بصرہ میں عمران بن حُصَین، انس بن مالک، ہشام بن عامر اور دیگر صحابہ نے۔ شام میں اگر عُبادہ بن صامت، ابواُمامہ اور دیگر صحابہؓ نے حضرت عثمانؓ کی آواز پر لبیک کہنے پر لوگوں کو اکسایا ہے تو مصر میں خارجہ اور دیگر لوگوں نے اور سب ملکوں سے فوجیں اکٹھی ہو کر مدینہ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہیں۔غرض ان خبروں سے باغیوں کی گھبراہٹ اَور بھی بڑھ گئی۔ آخر حضرت عثمانؓ کے گھر پر حملہ کر کے بزور اندر داخل ہونا چاہا۔صحابہؓ نے مقابلہ کیا اور آپس میں سخت جنگ ہوئی۔ گو صحابہ کم تھے مگر ان کی ایمانی غیرت ان کی کمی کی تعداد کو پورا کر رہی تھی۔ جس جگہ لڑائی ہوئی یعنی حضرت عثمانؓ کے گھر کے سامنے وہاں جگہ بھی تنگ تھی اس لیے بھی مفسد اپنی کثرت سے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ حضرت عثمانؓ کو جب اس لڑائی کا علم ہوا تو آپؓ نے صحابہ کو لڑنے سے منع کیا مگر وہ اس وقت حضرت عثمانؓ کو اکیلا چھوڑ دینا ایمانداری کے خلاف اور اطاعت کے حکم کے متضاد خیال کرتے تھے اور باوجود حضرت عثمانؓ کے اللہ کی قسم دینے کے انہوں نے لَوٹنے سے انکار کر دیا۔ آخر حضرت عثمانؓ نے ڈھال ہاتھ میں پکڑی اور باہر تشریف لائے اور صحابہ کو اپنے مکان کے اندر لے گئے اور دروازے بند کرا دیے اور آپؓ نے سب صحابہؓ اور ان کے مددگاروں کو وصیت کی کہ خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دنیا اس لیے نہیں دی کہ تم اس کی طرف جھک جاؤ بلکہ اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعہ سے آخرت کے سامان جمع کرو۔ یہ دنیا تو فنا ہو جائے گی اور آخرت ہی باقی رہے گی۔ پس چاہیے کہ فانی چیز تم کو غافل نہ کرے۔ باقی رہنے والی چیز کو فانی ہو جانے والی چیز پر مقدم کرو اور خدا تعالیٰ کی ملاقات کو یاد رکھو اور جماعت کو پراگندہ نہ ہونے دو اور اس نعمتِ الٰہی کو مت بھولو کہ تم ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے تھے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تم کو نجات دے کر بھائی بھائی بنا دیا۔ اس کے بعد آپؓ نے سب کو رخصت کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ تم سب اب گھر سے باہر جاؤ اور ان صحابہ کو بھی بلواؤ جن کو مجھ تک آنے نہیں دیا تھا خصوصاً حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کو۔ یہ لوگ باہر آ گئے اور دوسرے صحابہ کو بھی بلوایا گیا۔ اس وقت کچھ ایسی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اور ایسی افسردگی چھا رہی تھی کہ باغی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ وقتی طور پر ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ جب آپ نے کہا کہ باہر جاؤ، یہ لوگ نکلے تو باغیوں نے حملہ نہیں کیا لیکن بہرحال یہ باہر گئے اور بڑے صحابہ کو اکٹھا کیا اور کیوں نہ ہوتا سب دیکھ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلائی ہوئی ایک شمع اب اس دنیا کی عمر کو پوری کر کے اس دنیا کے لوگوں کی نظر سے اوجھل ہونے والی ہے۔

غرض باغیوں نے زیادہ تعارض نہ کیا اور سب صحابہؓ جمع ہوئے۔ انہوں نے بھی کچھ نہیں کہا۔صحابہ کو جمع ہونے دیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپؓ گھر کی دیوار پر چڑھے اور فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ جب سب قریب ہو گئے تو فرمایا کہ اے لوگو! بیٹھ جاؤ۔ اس پر صحابہ بھی اور مجلس کی ہیبت سے متاثر ہو کر باغی بھی بیٹھ گئے۔ جب سب بیٹھ گئے تو آپؓ نے فرمایا کہ اہلِ مدینہ! مَیں تم کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد تمہارے لیے خلافت کا کوئی بہتر انتظام فرما دے۔ آج کے بعد اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ میرے متعلق کوئی فیصلہ فرما دے، میں باہر نہیں نکلوں گا اور مَیں کسی کو کوئی ایسا اختیار نہیں دے جاؤں گا کہ جس کے ذریعہ سے دین یا دنیا میں وہ تم پر حکومت کرے اور اس امر کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں گا کہ وہ جسے چاہے اپنے کام کے لیے پسند کرے۔ اس کے بعد صحابہ اور دیگر اہل مدینہ کو قسم دی کہ وہ آپؓ کی حفاظت کر کے اپنی جانوں کو خطرۂ عظیم میں نہ ڈالیں اور اپنے گھروں کو چلے جاویں۔ آپؓ کے اس حکم نے صحابہ میں ایک بہت بڑا اختلاف پیدا کر دیا۔ ایسا اختلاف کہ جس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ صحابہ ماننے کے سوا اَور کچھ جانتے ہی نہ تھے مگر آج اس حکم کے ماننے میں ان میں سے بعض کو اطاعت نہیں، غداری کی بُو نظر آتی تھی کہ ہم نے مانا تو یہ اطاعت نہیں ہے غداری ہے۔ بعض صحابہ نے اطاعت کے پہلو کو مقدم سمجھ کر بادلِ ناخواستہ آئندہ کے لیے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا اور غالباً انہوں نے سمجھا کہ ہمارا کام صرف اطاعت ہے۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس حکم پر عمل کرنے کے کیا نتائج ہوں گے۔ مگر بعض صحابہ نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ بیشک خلیفہ کی اطاعت فرض ہے مگر جب خلیفہ یہ حکم دے کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ خلافت سے وابستگی چھوڑ دو۔ پس یہ اطاعت درحقیقت بغاوت پیدا کرتی ہے۔ اور وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کا ان کو گھروں کو واپس کرنا ان کی جانوں کی حفاظت کے لیے تھا یعنی صحابہ کی جانوں کی حفاظت کے لیے تھا تو پھر کیا وہ ایسے محبت کرنے والے وجود کو خطرے میں چھوڑ کر اپنے گھروں میں جا سکتے تھے کہ حضرت عثمانؓ تو ان کی محبت کی خاطر ان کی جانوں کو ضائع ہونے سے بچا رہے ہیں اور وہ حضرت عثمانؓ کو چھوڑ دیں یہ ممکن نہیں تھا۔ اس مؤخر الذکر گروہ میں سب اکابر صحابہ شامل تھے۔ چنانچہ باوجود اس حکم کے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کے لڑکوں نے اپنے اپنے والد کے حکم کے ماتحت حضرت عثمانؓ کی ڈیوڑھی پر ہی ڈیرہ جمائے رکھا اور اپنی تلواروں کو میانوں میں نہ داخل کیا۔

باغیوں کی گھبراہٹ اور جوش کی کوئی حد باقی نہ رہی جبکہ حج سے فارغ ہو کر آنے والے لوگوں میں سے اکّے دکّے مدینہ میں داخل ہونے لگے اور ان کو معلوم ہوگیا کہ اب ہماری قسمت کے فیصلہ کا وقت بہت نزدیک ہے۔ چنانچہ مُغِیرہ بن الْاَخْنَس سب سے پہلے شخص تھے جو حج کے بعد ثواب جہاد کے لیے مدینہ میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ ہی یہ خبر باغیوں کو ملی کہ اہلِ بصرہ کا لشکر جو مسلمانوں کی امداد کے لیے آرہا ہے صِرَارْ مقام پر جو مدینہ سے صرف ایک دن کے فاصلے پر ہے آ پہنچا ہے۔ ان خبروں سے متاثر ہو کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح ہو اپنے مدعا کو جلد پورا کیا جائے اور چونکہ وہ صحابہ اور ان کے ساتھی، جنہوں نے باوجود حضرت عثمانؓ کے منع کرنے کے حضرت عثمانؓ کی حفاظت نہ چھوڑی تھی اور صاف کہہ دیا تھا کہ اگر ہم آپ کو باوجود ہاتھوں میں طاقت مقابلہ ہونے کے چھوڑ دیں تو خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھلائیں گے بوجہ اپنی قلت تعداد اب مکان کے اندر کی طرف سے حفاظت کرتے تھے اور دروازہ تک پہنچنا باغیوں کے لیے مشکل نہ تھا۔ انہوں نے دروازے کے سامنے لکڑیوں کے انبار جمع کر کے آگ لگا دی تا کہ دروازہ جل جائے اور اندر پہنچنے کا رستہ مل جاوے۔ صحابہؓ نے اس بات کو دیکھا تو اندر بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ تلواریں پکڑ کر باہر نکلنا چاہا مگر حضرت عثمانؓ نے اس بات سے روکا اور فرمایا گھر کو آگ لگانے کے بعد اَور کون سی بات رہ گئی ہے۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ تم لوگ اپنی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالو اور اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ ان لوگوں کو صرف میری ذات سے عداوت ہے مگر جلد یہ لوگ اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے۔ میں ہر ایک شخص کو جس پر میری اطاعت فرض ہے اس کے

فرض سے سبکدوش کرتا ہوں اور اپنا حق معاف کرتا ہوں۔ مگر صحابہؓ نے اور دیگر لوگوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور تلواریں پکڑ کر باہر نکلے۔ ان کے باہر نکلتے وقت حضرت ابوہریرہؓ بھی آ گئے اور باوجود اس کے کہ وہ فوجی آدمی نہ تھے وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے اور فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی سے بہتر اَور کون سی لڑائی ہوسکتی ہے اور پھر باغیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یٰقَوۡمِ مَا لِیۡۤ اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَی النَّارِ (المؤمن:42) یعنی اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

یہ لڑائی ایک خاص لڑائی تھی اور مٹھی بھر صحابہؓ جو اس وقت جمع ہو سکے انہوں نے اس لشکرِ عظیم کا مقابلہ جان توڑ کر کیا۔ حضرت امام حسنؓ جو نہایت صلح جُو بلکہ صلح کے شہزادے تھے انہوں نے بھی اس دن رَجز پڑھ پڑھ کر دشمن پر حملہ کیا۔ ان کا اور محمد بن طلحٰہ کا اس دن کا رَجز خاص طور پر قابل ذکر ہے کیونکہ ان سے ان کے دلی خیالات کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے۔ حضرت امام حسنؓ یہ شعر پڑھ کر باغیوں پر حملہ کرتے تھے کہ

لَا دِيْنُهُمْ دِيْنِيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمُ
حَتّٰی اَسِيْرَ اِلٰی طَمَارِ شَمَامِ

یعنی ان لوگوں کا دین میرا دین نہیں اور نہ ان لوگوں سے میرا کوئی تعلق ہے اور میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں گا کہ شمام پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جاؤں۔ (شمام عرب کا ایک پہاڑ ہے جس کو بلندی پر پہنچنے اور مقصد کے حصول سے مشابہت دیتے ہیں۔) بہرحال حضرت امام حسنؓ کا یہ مطلب ہے کہ جب تک میں اپنے مدعا کو نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک میں برابر ان سے لڑتا رہوں گا اور ان سے صلح نہ کروں گا کیونکہ ہم میں کوئی معمولی اختلاف نہیں کہ بغیر ان پر فتح پانے کے ہم ان سے تعلق قائم کر لیں۔ یہ تو وہ خیالات ہیں جو اس شہزادہ صلح کے دل میں موجزن تھے۔

اب ہم طلحہ کے لڑکے محمد کا رَجز لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

اَنَا ابْنُ مَنْ حَامٰى عَلَيْهِ بِاُحُدٍ
وَرَدَّ اَحْزَابًا عَلٰى رَغْمٍ مَعَدِّ

یعنی میں اس کا بیٹا ہوں جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اُحد کے دن کی تھی اور جس نے باوجود اس کے کہ عربوں نے سارا زور لگایا تھا ان کو شکست دے دی تھی۔ یعنی آج بھی اُحد کی طرح کا ایک واقعہ ہے اور جس طرح میرے والد نے اپنے ہاتھ کو تیروں سے چھلنی کروا لیا تھا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنچ نہ آنے دی تھی میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی اس لڑائی میں شریک ہوئے اور بری طرح زخمی ہوئے۔ مروان بھی سخت زخمی ہوا اور موت تک پہنچ کر لوٹا۔ مغیرہ بن الاخنس مارے گئے۔ جس شخص نے ان کو مارا تھا اس نے دیکھ کر کہ آپ زخمی ہی نہیں ہوئے بلکہ مارے گئے ہیں زور سے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ سردارِ لشکر نے اسے ڈانٹا کہ اس خوشی کے موقع پر افسوس کا اظہار کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ آج رات میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مُغیرہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دو۔ پس یہ معلوم کر کے کہ میں ہی اس کا قاتل ہوں مجھے اس کا صدمہ ہونا لازمی تھا۔ مذکورہ بالا لوگوں کے سوا اور لوگ بھی زخمی ہوئے اور مارے گئے اور حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرنے والی جماعت اَور بھی کم ہوگئی لیکن اگر باغیوں نے باوجود آسمانی انذار کے اپنی ضد نہ چھوڑی اور خدا تعالیٰ کی محبوب جماعت کا مقابلہ جاری رکھا تو دوسری طرف مخلصین نے بھی اپنے ایمان کا اعلیٰ نمونہ دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی۔ باوجود اس کے کہ اکثر محافظ مارے گئے یا زخمی ہو گئے پھر بھی ایک قلیل گروہ برابر دروازے کی حفاظت کرتا رہا۔

(ماخوذ از اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد4 صفحہ314 تا327)

بہرحال اس کا تسلسل ابھی آگے بھی چلے گا۔ آئندہ جمعہ پہ پیش کروں گا۔ ان شاء اللہ۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے دوبارہ دعا کی درخواست ہے، الجزائر کے لیے بھی، وہاں بھی دوبارہ کیس کھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لیے آسانیاں پیدا کرے اور مخالفین کی سختیوں کو اللہ تعالیٰ جلد دور فرمائے۔ آسانیاں پیدا فرمائے۔

اب نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے بھی ادا کروں گا۔ ان کا ذکر بھی یہاں کر دیتا ہوں۔ جنازہ غائب ہوں گے۔

پہلا ذکر مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند قادیان کا ہے جو ماسٹر وی ایم محمد صاحب مرحوم آف جماعتِ احمدیہ کا کناڈ ضلع ارناکلم کیرالہ کے بیٹے تھے۔ 14؍فروری کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں اور تینوں بیٹے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ ایک بیٹا جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہا ہے۔ مرحوم پیدائشی احمدی نہیں تھے بلکہ سترہ سال کی عمر میں مرحوم کو اپنے والد کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا تعارف ہوا تھا جس پر آپ جماعتی لٹریچر اور کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کرنے لگے اور ایک دن اپنے والد صاحب سے دریافت کیا کہ ایک بچہ کتنی عمر میں ازخود فیصلے لے سکتا ہے جس پر مرحوم کے والد صاحب نے کہا کہ انسان سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے فیصلے لے سکتا ہے۔ اس پر مرحوم نے مولانا محمد علوی صاحب کے ذریعہ بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ بیعت کے حوالے سے مولانا علوی صاحب اپنی ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کی طرف کئی ستارے آ رہے ہیں جن میں سے ایک چھوٹا ستارہ بڑی تیزی سے آ رہا ہے تو علوی صاحب اس چھوٹے ستارے سے مراد مولوی محمد نجیب خان صاحب مرحوم کو لیا کرتے تھے۔ بہرحال آپ اپنے گھر میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے تھے۔ ان کے والد گو جماعت کو جانتے تھے لیکن احمدی نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں مرحوم کی کوششوں سے ہی والدہ، بھائیوں اور والد نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد مرحوم نے ایک خواب کی بنا پر جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور بطور واقف زندگی سلسلہ کی خدمت کا فیصلہ کر لیا۔ پھر وہاں سے فراغت کے بعد ہندوستان میں ان کی تقرری ہوئی۔ انہوں نے پہلے چندی گڑھ میں، پھر مختلف جگہوں پہ مبلغ کے طور پر کام کیا۔ پھر ان کو میں نے نائب ناظر دعوت الی اللہ مقرر کیا۔ اسی طرح نائب انچارج شعبہ نور الاسلام میں انہوں نے کام کیا جو وہاں تبلیغ کا کام بڑی اچھی طرح کر رہا ہے۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تہجد گزار، خلافت سے سچی وابستگی رکھنے والے، وفاداری اور سچی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ہر کام خلوص کے ساتھ نہایت سنجیدگی اور سلیقے سے بروقت ادا کرتے تھے۔ ان کی فطرت میں شامل تھا کہ کام کو بڑی سنجیدگی سے کریں اور بروقت کریں۔ عبادت کی طرف خاص توجہ تھی۔ گھر والوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے تھے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی خاص حصہ لیتے تھے۔

شیراز صاحب شعبہ نور الاسلام کے انچارج لکھتے ہیں کہ باقاعدگی کے ساتھ یہ بیت الدعا میں آ کے دعا کرتے تھے۔ بہت شریف النفس تھے۔ دین کی بے لوث خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔ خلیفۂ وقت کے تربیتی اور تبلیغی ٹارگٹس کو پورا کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ جماعتی کتب کے ملیالم زبان میں تراجم اور ترجمہ شدہ کتب کے ریویو اور چیکنگ کی بھی ان کو توفیق ملی۔ ناظر نشر واشاعت قادیان نے مرحوم کی ان خدمات کے حوالے سے لکھا ہے کہ مرحوم کو کتاب الوصیت، تجلیات الٰہیہ، عرفانِ الٰہی، قاعدہ یسرنا القرآن اور میرے خطبات بابت تحریکِ وقفِ نو کا ملیالم زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح تفسیرِ صغیر کے ملیالم ترجمہ کی ری پرنٹنگ کے وقت اس کی چیکنگ کی بھی ان کو توفیق ملی۔ ان کی ایک کتاب نصابِ تعلیم تین حصص بزبان ملیالم بھی ہے۔ 2013ء سے 16ء تک ان کو صدر ریویو کمیٹی صوبہ کیرالہ خدمت کی توفیق ملی۔ امیر ضلع ارناکلم صوبہ کیرالہ ابوبکر صاحب کہتے ہیں کہ ان کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا

ترجمہ کر کے لوگوں تک پہنچانے کا ایک جوش تھا۔ کمزور ایمان والوں کو استقامت کے معیار تک پہنچانے اور ان کی ثابت قدمی کے لیے بھی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ ہے، ذکر ہے نذیر احمد خادم صاحب کا جو چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ کے بیٹے تھے اور منیر بسمل صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت کے بڑے بھائی تھے۔ 6؍فروری کو یہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے دادا چوہدری شاہ دین صاحب کے ذریعہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی تھی۔ نذیر خادم صاحب نے کالج کے زمانہ سے ہی خدمتِ دین کا آغاز کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریر و تقریر میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جوانی سے لے کر زندگی کے آخری وقت تک تقریر و تحریر اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ خدمتِ دین اور تبلیغ دین میں لگے رہے۔ خدام الاحمدیہ ربوہ میں معاون صدر رہے۔ پھر معتمد کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر نائب امیر ضلع بہاولنگر بھی رہے۔ نائب قائد عمومی مجلس انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ دار القضاء ربوہ کے قاضی بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی، ان کے بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بواٹنگ صاحب کا ہے جو الحاج چوچو کے نام سے گھانا میں معروف تھے۔ 17؍جنوری کو ستر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عیسائی گھرانے میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ 1979ء میں ان کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور آپ نے اپنی عملی زندگی ایک ڈرائیور کے طور پر شروع کی۔ آپ کو امیر عبدالوہاب آدم صاحب کے ساتھ لمبا عرصہ بطور ڈرائیور خدمت کا موقع ملا۔ برطانیہ اور پھر گھانا میں جماعت کے پریس میں خدمت کرنے کا بھی موقع ملا۔ کچھ عرصہ جاپان میں بھی رہے جہاں آپ کو اپنی جماعت کا لوکل پریذیڈنٹ بھی بنا دیا گیا۔ میں بھی جب وہاں تھا تو اس وقت میں نے دیکھا ہے یہ بڑے ہنس مکھ اور ہر وقت دینی کام میں مصروف رہنے والے شخص تھے۔ باوجود اس کے کہ کوئی پوزیشن نہیں تھی لیکن کوشش ہوتی تھی کہ ہر وقت ہر کام کے لیے حاضر رہیں۔ انہوں نے بعد میں پھر اپنا بزنس شروع کر دیا اور پھر ترقی کرتے کرتے گھانا کے معروف بزنس مینوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اور چوچو انڈسٹری کے نام سے ان کی ایک فیکٹری بھی تھی۔ اس بزنس کی کامیابی کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلیفہ وقت کی دعاؤں اور قربانی کے جذبہ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ مالی قربانیاں بھی بہت کیں۔ بطور نیشنل سیکرٹری جائیداد گھانا گیارہ سال تک ان کو خدمت کا موقع ملا۔ ریجنل پریذیڈنٹ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کے پسماندگان میں تین بیویاں اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا بھی تھا جو چند سال قبل وفات پا گیا تھا۔

مبارک احمد عادل صاحب مشنری کوفوریڈوا (Koforidua) کے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں دین اور انسانیت کی خدمت کے لیے وقت اور مال کی بے دریغ قربانی اور عاجزی بہت نمایاں تھی۔ نماز تہجد اور پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ چندہ جات کی باقاعدہ اور بروقت ادائیگی کرتے۔ آپ نے ایک مسجد کلیۃً اپنے خرچ سے بنوائی اور متعدد مساجد کی تعمیر میں نصف سے زائد خرچ ادا کیے۔ اسی طرح بعض مشن ہاؤسز کی تعمیر اور مرمت میں بھی بڑا حصہ لیا۔ جماعتی زمینوں پر جب کوئی قبضہ یا دیگر مسئلہ وغیرہ پیدا ہوتا تو قانونی چارہ جوئی کرنے کے لیے خود وکیل کر کے اس کی پیروی کرتے۔ تمام اخراجات اپنی جیب سے ادا کرتے، جماعت سے نہیں لیتے تھے۔ احمدیت کے پیغام کی تبلیغ کے لیے آپ کے دل میں ایک خاص جذبہ اور شوق تھا۔ والدین کو بھی آپ نے تبلیغ کر کے احمدیت میں داخل کیا۔ دس سال سے زائد عرصہ تک ایک ریڈیو اسٹیشن جو گھانا کی نصف آبادی تک سنا جاتا ہے اس میں اپنے خرچ پر نصف گھنٹے کا تبلیغی پروگرام کرواتے رہے جو اب بھی جاری ہے۔ پھر ان کا ایک ٹی وی چینل بھی تھا اس میں بھی اپنے خرچ پر تبلیغ کا روزانہ ایک اور ایک ہفتہ وار پروگرام کرواتے رہے اور ویڈیو پروگرام بھی ہوتا تھا۔ تبلیغ کے حوالے سے نشریات ہوتی تھیں۔ ان پروگراموں کے ذریعہ سے لاکھوں افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا اور سینکڑوں کو قبول احمدیت کی توفیق بھی ملی۔ ایک گاڑی محض تبلیغی کاموں کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ تبلیغی و تربیتی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سہولت اور تیزی پیدا کرنے کی غرض سے آپ نے بعض معلمین اور مربیان کو موٹر سائیکلیں اور بعض کو کاریں بھی لے کر دی تھیں۔ پوشیدہ طور پر ان کی مالی مدد کیا کرتے تھے اور افراد جماعت کو نصیحتاً کہا کرتے تھے کہ احمدیت کو اپنی ذاتی اور قیمتی پراپرٹی کی طرح محبوب اور عزیز جان کر اخلاص کے ساتھ اس کی خدمت اور حفاظت کرنی چاہیے۔ تبلیغ کے لیے ہر قسم کی قربانی کیا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ بھی آپ پر اپنے بے شمار فضل اور احسان کرے گا اور یہ خود اس کا نمونہ تھے۔ دوسروں کو جو نصائح کرتے اپنا عملی نمونہ بھی اس کے مطابق رکھنے کی کوشش کرتے۔ کوفوریڈوا ریجن کا ہسپتال جو ریجن کا سب سے بڑا ہسپتال ہے اس کی بعض سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں، اندر مریضوں کے لیے بہت دقتیں پیش آتی تھیں تو اپنے خرچ پر نئے سرے سے انہوں نے وہ سڑک تعمیر کروائی اور افتتاح کے لیے ریجنل منسٹر اور سیاسی شخصیات، ڈاکٹرز، میڈیا وغیرہ سب وہاں آیا ہوا تھا وہ سب تقریباً غیر احمدی تھے یا عیسائی تھے۔ آپ نے اس موقع پر اپنا اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک احمدی مسلمان ہوں اور مسیح کی آمد ثانی مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان رکھتا ہوں۔ مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء نے ہی مجھے حقوق اللہ کی ادائیگی کے لیے انسانیت کی خدمت کرنا بھی سکھایا ہے جس کی وجہ سے بطور احمدی مسلمان میں انسانوں سے ہمدردی اور ان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ہسپتال میں یہ سڑک بنائی ہے۔ اڑتالیس سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم دوبارہ معلم جمال الدین صاحب کے ذریعہ سے پڑھا اور یسرنا القرآن بھی دوبارہ سیکھا تا کہ تلفظ صحیح ہو۔ پھر باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ تلاوت کی عادت رکھی اور بہت غور کیا کرتے تھے۔ بہت سے بچوں کو آپ نے اڈاپٹ (adopt) کیا تھا۔ ان کی رہائش کے لیے اپنے گھر میں کمرے مہیا کیے ہوئے تھے۔ ان کی دینی و دنیاوی تعلیم کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ غرض کہ بے شمار نیکیاں کرنے والے یہ شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور ان کے لواحقین کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جو ذکر ہے وہ مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ کا ہے۔ یہ ضیاء الرحمٰن صاحب طیب مربی سلسلہ گابون (Gabon) کے والد تھے جو 2؍فروری کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ پیدائشی احمدی تھے۔ بینک کی ملازمت کیا کرتے تھے۔ وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے تو پھر ڈسکہ میں آ کے آباد ہوئے۔ وہاں کے سیکرٹری مال رہے۔ نائب صدر بھی رہے۔ جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ زعیم انصار اللہ بھی رہے۔ امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ تہجد کے پابند، نمازیں کوشش کر کے مسجد میں ادا کرتے تھے۔ باقاعدہ بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے انتہائی شفیق، ہمدرد، نرم دل اور صابر و شاکر انسان تھے۔ ضیاء الرحمٰن صاحب طیب جو گابون کے مربی سلسلہ ہیں جیسا کہ میں نے کہا ان کے والد تھے اور حالات کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے اور تدفین میں یہ مربی صاحب شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

لٹیرا یہ سب کام کرنے کے بعد اپنے آپ کو مسلمان کہے گا، لیکن اگر کہو کہ سؤر کھالو تو کہے گا میں مسلمان ہوں۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے، مَیں کس طرح سؤر کھا سکتا ہوں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ سؤر کھانا گناہ ہے اور حرام ہے۔ اس معاشرے میں رہنے اور پیدا ہونے اور پلنے اور بڑھنے کے باوجود یہاں کے جو مسلمان ہیں، اُن میں ننانوے اعشاریہ نو فیصد مسلمان جو ہیں سؤر کے گوشت سے کراہت کرتے ہیں۔ پس یہ اُس احساس کی وجہ سے ہے جو اجتماعی طور پر مسلمانوں میں پیدا کیا گیا ہے۔

پس برائیوں کو روکنے اور نیکیوں کو قائم کرنے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کے احساس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ معمولی نیکی بھی بڑی نیکی ہے اور معمولی بدی بھی بڑا گناہ ہے۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک میں یہ احساس پیدا نہیں ہو گا اور اُس کے لئے کوشش نہیں ہو گی معاشرے میں بدیاں قائم رہیں گی اور عملی اصلاح میں روک بنتی رہیں گی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 342 تا 346 خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 1936ء)

پھر اعمال کی اصلاح میں جو دوسری وجہ ہے، وہ ماحول ہے یا نقل کا مادّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادّہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ فطرت میں ہے۔ اس لئے بچہ کی فطرت میں بھی یہ نقل کا مادّہ ہے۔ اور یہ مادّہ جو ہے یقیناً ہمارے فائدے کے لئے ہے لیکن اس کا غلط استعمال انسان کو تباہ بھی کر دیتا ہے یا تباہی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے، یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے، اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِ اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بار بار مَیں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں۔ پھر یہ بات بھی بہت توجہ طلب ہے کہ بچوں کی تربیت کی عمر انتہائی بچپن سے ہی ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ یہ خیال نہ آئے کہ بچہ بڑا ہو گا تو پھر تربیت شروع ہو گی۔

(خطبہ جمعہ 13/ دسمبر 2013ء)

تاثرات

السلام علیکم و رحمۃ اللہ مکرم ایڈیٹر صاحب،

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ بخیریت ہوں اور خدمات دینیہ بجالانے میں مصروف۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ مقبول خدمت دین کی توفیق سے نوازتا رہے، آمین

اخبار میں ارشاد باری تعالیٰ، آج کی دعا، حضور اقدس ایدہ اللہ کے خطبات و خطابات کا انتخاب لاجواب ہوتا ہے، الحمدللہ

ہمیشہ کی طرح آج کا اداریہ ،،فرض شناس،، بھی بہت خوب تھا۔ آپ کا تجزیہ بہت گہرا اور بہت خوب ہے۔ آسان زبان ہوتی ہے، اسلئے پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب ٹیم کو جزائے خیر سے نوازے

مبارکہ شاہین۔

درخواست دعا

مکرم محمد کولمبس خاں۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن۔ جرمنی اعلان بھجواتے ہیں کہ:

جماعت احمدیہ سٹاڈے جرمنی کے ایک مخلص دوست مکرم شیخ مجیب الرحمٰن صاحب دسمبر 2020ء سے بیمار ہیں ۔ انکی دائیں ٹانگ میں خون کا کلاٹ آنے سے خون کی گردش رک گئی تھی۔ مقامی ہسپتال نے آپریشن کرکے اس رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش تو کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور مجبوراً 19 فروری 2021 ء کو آپریشن کرکے ٹانگ کاٹ دی گئی۔ درد توختم ہوگئی ہے تاہم ٹانگ اندرونی طور پر نارمل ہونے میں وقت لگے گا۔ احباب کی خدمت میں ان کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مزید تکلیف سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نماز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی اہمیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں‘‘۔ آجکل کے بعض کاروباری بھی یہی بہانے کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ ’’مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا‘‘ کہ صاف ہیں کہ نہیں۔ ’’اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے‘‘۔ دو بہانے ہیں، ایک کیونکہ جانور پالنے والے ہیں اس لئے پتہ نہیں کپڑے صاف بھی ہیں کہ نہیں اور نماز کے لئے حکم ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور دوسرے کاروبار بھی ہے۔ دونوں صورتوں کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ ’’تو آپؐ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسؤل کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے‘‘ یعنی جس سے مانگا جا رہا ہے، اس کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے۔ ’’اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا، پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اس کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے، اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرتِ کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 189 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 22/ فروری 2008ء)

29مارچ2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	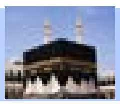	05:00	18:34
مدینہ منورہ	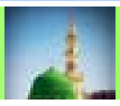	04:58	18:37
قادیان	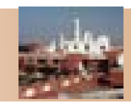	04:59	18:46
ربوہ		04:39	18:26
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:16	19:31